الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ
متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> **sheraz**
Address :> **gujranwala.pakistan**
Subject :> **WIRASAT**
Writer :> بلال یوسف

Serial No :> **10313**
Fatwa No :>
Date :> **11/26/2010**
Email :>

AoA

my father is alive (mashallah)& my mother is not alive he wants to distribute his property within his 5 children(3sons &2 daughters).my father starts the buisness 17 years ago and i am with him since start. my 2 brothers do nothing for this buisness. all the property is made through this buisness. now what is the legal & Sharai method.

السلام علیکم! میرے والد ابھی زندہ ہیں جبکہ والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ اپنی جائیداد کو اپنے پانچ بچوں کے درمیان تقسیم کرنا چاہتے ہیں (3 بیٹے، 2 بیٹیاں)۔ میرے والد نے 17 سال پہلے اپنا کاروبار شروع کیا تھا اور میں شروع سے کاروبار میں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ جبکہ دوسرے دو بھائی کاروبار کیلئے کچھ نہیں کرتے اور تمام جائیداد بھی اسی کاروبار کے ذریعے بنائی ہے۔ اب ہمیں تقسیم کا شرعی طریقہ بتا دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مذکورہ جائیداد وکاروبار کے مالک سائل کے والد ہی ہیں۔ اس کے بعد واضح ہو کہ ہر شخص اپنی صحت والی زندگی میں مرض الوفات میں مبتلا ہونے سے پہلے اپنے مال وجائیداد کا تنہا مالک ہوتا ہے وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ اس پر اپنی حیات میں اس کی تقسیم بھی لازم نہیں۔ اب اگر کوئی اپنی صحت والی زندگی میں بلا کسی جبر واکراہ کے محض اپنی مرضی وخوشی سے اپنا مال وجائیداد وغیرہ اپنے متعلقین میں تقسیم کرنا چاہے تو شرعاً یہ بھی جائز ہے اور یہ تقسیمِ ترکہ نہیں بلکہ ھبہ کہلاتا ہے۔ جس کا بہتر اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک محتاط اندازہ کے موافق اپنی بقیہ زندگی کیلئے جو کچھ رکھنا چاہے وہ رکھ کر بقیہ مال وجائیداد اپنی اولاد کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم کر کے ہر فرد کو اس کے حصے پر باضابطہ مالکانہ قبضہ بھی دیدے تاکہ یہ ھبہ شرعاً بھی درست اور تام ہو جائے محض کاغذوں میں نام کر دینا کافی نہیں۔ پھر بہتر یہ ہے کہ اس ھبہ اور اعطاء میں سب کو برابر اور یکساں رکھے کہ سب ہی اس کی اولاد ہیں کسی کو زیادہ کسی کو کم نہ دے البتہ کسی کی خدمت گذاری، محتاجی یا دین داری وغیرہ کی بناء پر اسے دوسرے ورثاء کے مقابلہ میں کچھ زیادہ دینا چاہے تو اس کا اسے اختیار ہے مگر بلا وجہِ شرعی کسی وارث کو اپنی جائیداد سے بالکل محروم نہ کرے کہ یہ گناہ کی بات ہے۔

(جاری ہے)

كما فی الشامیة (قوله الایجاب) وفی خزانة الفتاوی إذا دفع لابنه مالا فتصرف فیه الإبن یکون الأب إلا إذا دلّت دلالة التملیک اھ (۵/۶۸۸)۔

وفی الفقه الاسلامی: لاخلاف بین جمهور العلماء فی استحباب التسویة فی العطاء بین الاولاد وکراهة التفضیل بینهم فی حال الصحة کما قدّمنا الخ (۵/۳۴)۔

وفی الهندیة: ولو وهب رجل شیئاً لأولاده فی الصحة وأراد تفضیل البعض (الی قوله) لا بأس به اذا لم یقصد به الاضرار وان قصد به الاضرار سوی بینهم یعطی الابنة مثل ما یعطی الابن وعلیه الفتوی اھ (۴/۳۹۱)۔

وفی الدر: (وتتم) الهبة (بالقبض) الکامل (ولو الموهوب شاغلاً لملک الواهب) الخ (۵/۶۹۰)۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم

محمد بلال معاویہ
دارالافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی نمبر ۱۶
۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دارالافتاء جامعہ بنوریہ
۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
عبداللہ شوکت
دارالافتاء جامعہ بنوریہ
۱۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

دارالافتاء
۱۰۳۱۳
۱۴۳۲/۳/۱۹

[illegible]
22/2/11